JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 16, Issue: 02, January – Jun 2023

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

غلامی کے خاتمے میں اسلام اور مسلمانوں کا کردار

Role of Islam and Muslims in Eradicating Slavery

Dr, Amjad Hayat*
Assistant Professor, NUML, Islamabad
Dr, Rizwan Haider**
VFM, Bahria University, Islamabad

ABSTRACT

The concept of slavery in Islam has garnered attention since the abolition of slavery in the past century. Although often briefly discussed, a comprehensive understanding necessitates examining slavery from both economic and religious standpoints. However, adversaries of Islam have seized opportunities to raise objections, claiming that Islamic texts endorse slavery. Concurrently, the rise of extremist groups such as ISIS and Boko Haram has witnessed the resurgence of slavery, flouting international agreements. The current state of affairs calls for a clarification of the Islamic perspective on slavery, emphasizing Islam's foundation of human equality and its measures to eradicate slavery. Notably, Al-Mami Abdul Qadir Khan holds the distinction of being the first ruler to abolish slavery at the state level in Senegambia, highlighting Muslim contributions in this endeavor. In light of these developments, it is crucial to address misconceptions and promote a holistic understanding of Islam's stance on slavery, fostering a world free from the shackles of oppression.

Keywords: *Slavery, Islam, Abolition, Extremism, Equality, Islamic Perspective, Muslim Contributions*

تمہید

"اسلام میں غلامی کا تصور" ایک ایسا موضوع ہے جس کے حوالے سے عام طور پر سرسری سا کلام ہوتا ہے اور اس کا سبب شاید یہی ہے کہ عصر حاضر میں پوری دنیا میں کسی بھی ملک میں غلامی موجود نہیں ہے۔ دسمبر 1948ء میں اقوام متحدہ کے عالمی فورم پر تیس دفعات پر مشتمل ایک منشور پاس کیا گیا جس کا نام "انسانی حقوق کا عالمی منشور" رکھا گیا ہے۔ اس منشور کا مقصد فرد کی

آزادی، باہمی انسانی مساوات، اور دیگر بنیادی انسانی حقوق کی فراہمی کو یقینی بنانا ہے۔ یہ حقوق ہر انسان کو بلا کسی تمیز کے حاصل ہوں گے۔ غلامی کے حوالے سے اس منشور کی چوتھی شق میں ہے کہ:

> "No one shall be held in slavery or servitude; slavery and the slave trade shall be prohibited in all their forms."[1]

> "کسی بھی شخص کی آزادی سلب کرتے ہوئے اسے غلام یا لونڈی ہرگز نہیں بنایا جائے گا۔ غلامی اور انسانی تجارت کی ہر ممکنہ صورت ممنوع ہے"

اس منشور کے نتیجے میں تمام عالم بشمول اسلامی ممالک نے غلامی کو ختم کر دیا یہاں تک کہ 1981ء میں موریطانیہ وہ آخری ملک تھا جس نے قانونی طور پر غلامی کو ختم کیا[2]۔ اور بلا شبہ یہ انسانیت کے لیے ایک بہت بڑی کامیابی ہے لیکن بعض اسلام مخالف قوتیں جہاں اسلام پر کسی بھی حوالے سے اعتراض اٹھانے کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتی وہاں انہوں نے قرآن حکیم اور احادیث رسول ﷺ میں موجود غلامی سے متعلقہ نصوص پر بھی اعتراض اٹھانا شروع کر دیا اور یہ الزام لگایا کہ اسلام غلامی کو فروغ دیتا ہے۔ دوسری جانب پچھلے کچھ سالوں میں عرب سپرنگ اور امریکی "وار آن ٹیرر" کے بعد داعش، بوکو حرام اور دیگر دہشت گرد تنظیمیں وجود میں آئیں جنہوں نے تمام عالمی معاہدات بالائے طاق رکھتے ہوئے غلامی کے تصور کو دوبارہ زندہ کر دیا اور لوگوں کو غلام اور لونڈیاں بنانا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ داعش نے اس حوالے سے ایک کتاب شائع کر دی جس میں انہوں نے دیگر امت کو غلط قرار دیتے ہوئے کتاب و سنت کے نصوص اور علماء کے اقوال کو جمع کر کے غلامی کے جواز کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔[3] اسی طرح بوکو حرام نے سکول کی بچیوں کو اغوا کر کے انہیں یا تو فروخت کر دیا یا باہم تقسیم کر دیا غرض ان تنظیموں نے ایسے کئی اقدامات اٹھائے جن کے سبب عالم اسلام کو شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا اور اسلام دشمنوں کو اعتراض اٹھانے کا موقع مل گیا۔[4]

موجودہ صورتحال اور درج بالا اسباب کے پیش نظر مقالہ ہذا میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ غلامی کے حوالے سے اسلامی نقطہ نظر واضح کیا جائے اور یہ عیاں کیا جائے کہ درحقیقت اسلام ہی نے انسانی مساوات کی بنیاد رکھی اور اسلامی تعلیمات میں غلامی کو ختم کرنے کے لیے ایسے اقدامات کیے گئے کہ غلامی صرف نام کی باقی رہ گئی۔ البتہ اس حوالے سے اسلام نے اس معاشرتی مسئلے کے تمام پہلوؤں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے تدریجی اسلوب اختیار کیا ہے جس کے نتیجے میں آہستہ آہستہ اس مسئلے کا خاتمہ ہوا اور اگر عصر حاضر میں انسانیت غلامی کے خاتمے پر متفق ہوئی ہے تو یہ درحقیقت اسلام اور مسلمانوں ہی کے مرہون منت ہے۔ باقی جہاں تک اسلام میں غلامی کو مطلق حرام نہ قرار دینے کا تعلق ہے تو اس کا سبب قبل از اسلام پورے عالم میں پھیلا ہوا غلامی کا رواج اور شریعت اسلامیہ کا تدریجی مزاج ہے اور مزید یہ کہ بعض حالات میں غلامی ناگزیر ہو جاتی ہے لہذا مستقبل میں ایسے حالات پیدا ہونے کے امکان کے پیش نظر بھی شاید اس فعل کی تمام تر قباحتوں کے باوجود مطلقاً حرام نہیں کہا گیا ہے۔

اس مقالہ میں غلامی کا اصطلاحی مفہوم، غلامی کے وسائل، غلامی کی تاریخ، چند بڑی تہذیبوں بشمول روم، فارس، مصر، چین، ہندوستان وغیرہ میں غلامی کا تصور، اسلام سے قبل عرب میں غلامی کا تصور، اسلام کا مسئلہ غلامی سے تعامل، غلامی کے حوالے سے مسلمانوں کی تاریخ، اسلام اور مسلمانوں کے غلامی کے خاتمہ میں کردار، عصر حاضر میں غلامی جیسے موضوعات پر بحث کی گئی ہے۔

قبل از اسلام غلامی کا تصور

اصطلاحی معنی میں غلامی سے مراد ایک شخص کو اس کی فطری آزادی سے محروم کر دینا اور اس کو کسی اور کا مملوک بنا دینا ہے۔ ماضی میں غلامی ایک اجتماعی نظام کی شکل اختیار کر چکی تھی، ریاستی سطح پر اس حوالے سے قانون بنائے جاتے تھے یہاں تک کہ انیسویں صدی میں آکر اس کا خاتمہ ہوا۔ ماضی میں غلامی کے عناصر درج ذیل تھے:

1. غلام کو حق ملکیت سے محروم کر دیا جاتا اور آزادانہ کام کرنے سے روک دیا جاتا۔ وہ صرف اپنے مالک کے لیے مشقت اٹھاتا جس کے بدلے میں اس کو اس کو کھانے پینے اور ضروری اشیا کی فراہمی کی جاتی ہے۔
2. غلام کو کسی قسم کی معاشرتی آزادی نہیں حاصل تھی وہ معاشرے میں اپنا کردار نہیں ادا کر سکتا تھا، سیاست میں حصہ نہیں لے سکتا تھا، عقل مند ہونے کے باوجود اپنی رائے نہیں دے سکتا تھا۔
3. ایک غلام کو دینی اور اعتقادی طور پر بھی آزادی حاصل نہیں ہوتی تھی۔ اگر غلام اپنے مالک کے دین کے خلاف چلتا تو اس کو شدید تکلیف اور عذاب کا سامنا کرنا پڑتا۔
4. غلام کو مالک کی خدمت میں ایک مخصوص علاقے میں قید کر کے رکھا جاتا، اگر وہ اپنے مالک کو چھوڑ کر کہیں باہر چلا جاتا تو اس کو آبق یا مفرور قرار دیا جاتا تھا۔ جس کے باعث اسے شدید عذاب کی سزا بھگتنی پڑتی۔
5. غلام کا جسم و روح اس کے مالک کی ملکیت سمجھی جاتی تھی۔ مالک اپنی مرضی سے اس کو عذاب دے سکتا تھا، اگر چاہتا تو اس کو چھوٹی سی بات پر یا محض صرف اپنے شیطانی نفس کو سکون پہنچانے قتل کر دیتا۔
6. کوئی شخص اگر کسی کو قتل کر دیتا تو بدلے میں اپنے غلام کو سزا کے لیے پیش کر دیتا۔
7. ایک شخص اپنے غلام کو کسی اور کے ہاتھ بیچ سکتا تھا، بطور تحفہ دے سکتا تھا یا پھر اس کی میراث میں بھی وہ مال کے طور پر تقسیم ہوتا ہے[5]۔

غلامی کا آغاز اور وسائل

غلامی کا آغاز کے متعلق غالب گمان یہی ہے کہ جب زمین پر انسانی آبادی کسی حد تک پھیل گئی اور لوگ مختلف قبائل میں تقسیم ہو گئے تب ان قبائل کی باہمی خانہ جنگی کے نتیجے میں ایک گروہ نے دوسرے گروہ کے قیدیوں اور خاندانوں کو غلام اور لونڈیاں بنانا

شروع کیا۔ گویا جرائم میں ملوث افراد اور جنگی قیدیوں کو قتل کرنے یا جیلوں میں رکھنے کی بجائے یہ مناسب سمجھ گیا کہ ان سے کوئی نفع اٹھایا جائے، جس سے غلامی کی ابتدا ہوئی۔ مزید یہ کہ انسان نے زمینی وسائل سے اپنی ضرورت سے بڑھ کر استفادہ کرنا شروع کر دیا اور اسے معاونین کی ضرورت پڑی، لہذا طاقتور نے کمزور کو اپنے لیے کام میں لانے کی غرض سے غلام رکھنا شروع کر دیے۔[6]

ماضی میں ایک شخص متعدد اسباب کی وجہ سے غلام بنالیا جاتا تھا۔ اور ان میں سے اکثر اسباب کا تعلق ایک طاقتور کے کمزور پر غلبہ پا لینے سے ہوا کرتا تھا۔ مثلاً غلامی کا ایک بڑا سبب مختلف قبائل اور قوموں کی داخلی یا خارجی جنگوں کے نتیجے میں قیدی بن جانا تھا۔ اسی طرح بعض لوگوں کو دھوکہ دہی کے ذریعے یا اغوا کر کے غلام ظاہر کر کے فروخت کر دیا جاتا جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ قرآن میں مذکور ہے۔ غلامی کا ایک بڑا سبب بعض بڑے جرائم کا ارتکاب بھی ہوتا تھا جیسے قتل، چوری یا زنا کی سزا کے طور پر کسی مجرم کو غلام قرار دے دیا جاتا۔ اگر کوئی شخص قرض یا مالی معاوضہ ادا کرنے سے عاجز آ جاتا تو اسے بھی غلام بنالیا جاتا۔ اس کے علاوہ معاشرے میں موجود فقیر و محتاج طبقہ اپنی اولاد کو بذات خود فروخت کر دیتا۔ یعنی لوگ اپنا اور اپنے گھر والوں کا پیٹ بھرنے کے لیے اپنی آزادی کو فروخت کر دیتے۔ اسی طرح غلاموں اور لونڈیوں کی اولاد کو بھی غلام ہی شمار کیا جاتا تھا۔[7]

دیگر اقوام میں غلامی کا تصور

اسلام سے قبل جتنی بھی قومیں گزری ہیں اور جتنے بھی ادیان رہے ہیں ان سب میں غلامی کا تصور موجود رہا ہے۔ دنیا کی تمام قدیم تہذیبوں میں بھی غلامی کے متعلق واضح آثار ملتے ہیں۔ غرض یہ کہ کوئی تہذیب ایسی نہیں تھی جہاں غلامی کا تصور نہ پایا جاتا ہو۔[8]

1) روم

سلطنت روم میں جب طاقت کا عروج تھا تب سالانہ ڈھائی لاکھ سے چار لاکھ نئے غلاموں کی ضرورت پیش آتی تھی۔[9] جس غرض سے ارد گرد کے علاقوں پر حملے کر کے ان کے باسیوں کو غلام بنالیا جاتا۔ اسی طرح یورپ کی سب سے بڑی تجارت ہی غلاموں کی تجارت تھی کیونکہ وہاں پر نہ تو ہندوستان کی طرح مصالحہ جات پائے جاتے تھے اور نہ ہی مصر جیسی زراعت ہوتی تھی۔ روم کیونکہ اکثر یورپ پر قابض تھا لہذا اس تجارت کے لیے وہ اپنے لوگوں کا استحصال کرنے سے بھی نہیں رکتے تھے۔ وہاں کے غلاموں کو معاشرے کا سب سے نچلا مقام حاصل تھا یہاں تک کے مجرم بھی ان سے زیادہ درجات و حقوق رکھتے تھے۔ غلام نہ ہی نکاح کر سکتا تھا اور نہ ہی خاندان بنا سکتا تھا، اگر آقا اسے قتل بھی کر دیتا تو اسے سزا نہیں ہو سکتی تھی۔ یورپ کے بالائی خطے وائی کنگز تھے جو سخت وحشی لوگ تھے۔ یہ لوگ جنگ کرتے ہوئے بحری جہازوں کے ذریعے جرمنی، فرانس، اسپین اٹلی، روس اور شمالی افریقہ تک گئے۔ وہاں انہوں نے بہت سا خزانہ چوری کیا، کافی لوگوں کو قتل کیا اور بہت ساروں کو غلام بنا کر لے گئے۔

یہ لوگ یورپ کی نیلی آنکھ والی سفید نسل کو پکڑ کر لاتے اور انہیں ایک متاع کے طور پر پہلے استعمال کرتے اور پھر مہنگے داموں فروخت کر دیتے۔[10]

2) مصر

قدیم مصر میں غلامی معاشرے کا ایک جزو لاینفک تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعے سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ شاہی گھرانوں میں بالخصوص اور دیگر مالدار گھرانوں میں بالعموم غلام اور لونڈیاں مختلف مقاصد کے لیے موجود تھے۔ بشمول یہودیت اور عیسائیت مصر میں جتنے بھی ادیان موجود رہے سب نے ہی غلامی کو جائز قرار دیا[11]۔

3) یونان

یونان کے وہ فلاسفہ جن کی تعلیمات کے آج تک چرچے ہیں انہوں نے بھی غلامی کے خاتمے کی کوئی کوشش نہیں کی بلکہ اس کی ترویج میں کردار ادا کیا۔ ارسطو نے یہ فلسفہ پیش کیا کہ بعض کم عقل لوگ عاقل لوگوں کی خدمت کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔ اسی طرح افلاطون نے بھی اپنے سیاسی تصور میں غلاموں کو عام شہری کا درجہ نہیں دیا اور غلاموں کو اپنے آقاؤں کی اطاعت کرنے پر دروس دیے۔ یونان میں غلامی کا باقاعدہ نظام رائج تھا جسے وہ دیگر افراد اور ریاست کی مصلحت کے لیے ضروری سمجھتے تھے۔[12]

4) ہندوستان

ہندوستان میں اس لحاظ سے بدترین نظام رائج تھا کہ ذات پات کی تقسیم نے بعض انسانوں کو مقدس اور بعض کو ذلیل بنا رکھا تھا لہٰذا دونوں ہی "untouchables" تھے۔ گویا ایک پوری ذات ہی استحصال کا شکار تھی۔ برہمن کو معاشرے میں سب سے بلند مقام حاصل تھا اور ان کی خدمت پر دو طرح کے لوگ مامور تھے۔ پہلے وہ جو ان کے لیے صاف ستھرے کام جیسے کھانا پکانا وغیرہ سرانجام دیتے جب کہ دوسرے وہ جو نجاست سے متعلقہ کام کرتے تھے۔ وہ اپنے غلاموں کو مارتے پیٹتے یہاں تک کہ اگر قتل بھی کر دیتے تو جوابدہ نہ ہوتے تھے۔ ان کی مذہبی تعلیمات بھی اس امر سے مطابقت رکھتی تھی۔ غلامی کی جڑیں قدیم ترین ہندو نصوص تک پھیلی ہوئی ہیں، اور نقل ارواح یا تناسخ میں اعتقاد کی وجہ سے غلامی کی تشریح گزشتہ زندگی میں برے اعمال کے بدلے کے طور پر کی جاتی تھی۔ غلامی کی حیثیت بنیادی طور پر جنگ میں گرفتاری، غلام عورت سے بچے کی پیدائش، خود اور بچوں کی فروخت، قرض، یا عدالتی طریقہ کار سے پیدا ہوتی تھی۔[13]

5) فارس

فارس میں غلاموں سے عام امور بلکہ بعض قبیح افعال پر بھی مجبور کیا جاتا تھا، لونڈیوں سے جنسی تعلق قائم کیا جاتا۔ مشہور مورخ ہیروڈوٹس[14] لکھتا ہے کہ اگرچہ پہلی بار کسی جرم کے ارتکاب کی سزا کے طور پر ایک آقا اپنے غلام کو شدید سزا نہیں دے سکتا تھا مگر جرم دوہرانے کی صورت میں مالک کو یہ حق حاصل تھا کہ جو چاہے سزا دے یہاں تک کہ وہ اسے قتل بھی کر سکتا تھا[15]۔

6) چائنہ اور انڈونیشیا

چائنہ میں غلاموں کو انسان نہیں سمجھا جاتا تھا۔ انہیں کسی قسم کی ملکیت، شادی یا اولاد وغیرہ کے حقوق نہیں حاصل تھے یہاں تک کہ اگر کسی غلام کو قتل کر دیا جاتا تو اس پر کوئی قانونی کاروائی عمل میں نہیں لائی جا سکتی تھی۔ اسی طرح انڈونیشیا میں اگر کوئی شخص قتل کر دیتا تو وہ بدلے میں قتل ہونے کے لیے اپنے غلام کو پیش کر دیتا تھا۔ جو ناجائز بچے پیدا ہوتے انہیں بھی غلام شمار کیا جاتا تھا۔ انیسویں صدی تک چائنہ میں یہ معمول تھا کہ غریب خاندان اپنی خواتین اور بچوں کو غربت کے سبب امیر خاندانوں کے ہاتھ بیچ دیتے تھے۔ بعض خواتین بذات خود اپنے خاندان کی معاشی صورتحال بہتر بنانے کے لیے خود کو فروخت کر دیتی۔ اس کا سبب شاید یہ تھا کہ ان معاشروں میں غربت کے خاتمے کا اسلام جیسا زکاۃ اور صدقات پر مبنی تصور موجود نہیں تھا[16]۔

7) امریکہ

امریکہ کا حال پرانی دنیا سے مختلف نہیں تھا کیونکہ اس کے جہاز افریقی ساحل اور امریکہ کے درمیان تجارت اور زراعت کے لیے ہزاروں افریقی باشندوں کو غلام بنا کر لے کر جاتے تھے۔ ان کی حالت قدیم دنیا کے اپنے بھائیوں جیسی تھی، وہ مشقت، حقارت اور ذلت کے درمیان انتہائی سخت اور ظالمانہ حالات میں جی رہے تھے۔ کالے قانون میں کہا گیا تھا کہ اگر کوئی آزاد آدمی کسی لونڈی سے شادی کرتا ہے تو وہ کالونیوں میں ملازمت کے لیے نااہل ہو جاتا ہے۔ قوانین میں کہا گیا تھا کہ مالک کو اپنے نوکر پر ہر طرح کا حق حاصل ہے، حتیٰ کہ زندہ رکھنے اور اسے موت کے گھاٹ اتارنے کا بھی حق ہے۔ اور مالک کے لیے یہ جائز تھا کہ وہ اپنے غلام کو گروی رکھے، اسے کرایہ پر دے، یا اسے بیچ دے، گویا وہ ایک جانور ہو۔ کالے غلاموں کو شہر کی سڑکوں میں گھومنے کی اجازت نہیں تھی، اگر سات سے زیادہ بندے ایک گلی میں مل جائیں، چاہے قانونی اجازت نامہ کے ساتھ ہوں، ہر سفید فام کو ان کو گرفتار کرنے اور کوڑے مارنے کا حق حاصل تھا۔ ان کا قانون کہتا ہے کہ غلام کی نہ روح ہوتی ہے نہ دماغ اور ان کی زندگی بازوؤں تک محدود ہوتی ہے۔ امریکہ میں غلامی کا خاتمہ اٹھارویں صدی کے وسط میں شروع ہوا[17]۔

8) عہد نامہ قدیم اور غلامی

یہود و نصاریٰ کی مقدس کتاب عہد نامہ قدیم میں یہ حکم درج ہے کہ جب تم کسی شہر پر حملہ کرو تو وہاں کے باسیوں کو امن کی پیش کش کرو! اگر وہ اسے قبول کر کے شہر کے دروازے کھول دیں تو وہ تمام لوگ جبری مشقت کے تحت تمہارے لیے کام کریں گے۔ اور اگر وہ امن قائم کرنے کی بجائے جنگ میں مشغول ہونا پسند کریں تو اس شہر کا محاصرہ کرو! اور جب تمہارا خدا اسے تمہارے ہاتھ میں دے دے تو اس کے تمام مردوں کو قتل کر دینا۔ جہاں تک عورتیں، بچے، مویشی اور شہر کی ہر چیز کا تعلق ہے تو تم ان کو اپنے لیے لوٹ کے طور پر لے سکتے ہو۔ اور تم اس لوٹ کو استعمال کر سکتے ہو جو خداوند تمہارا خدا تمہیں تمہارے دشمنوں سے دیتا ہے۔[18] ایک اور مقام پر درج ہے کہ تمہارے غلام اور عورتیں تمہارے ارد گرد کی قوموں سے آئیں گے۔ تم ان سے غلام خرید سکتے ہو۔[19] اسی طرح سینٹ پال نے یہ ہدایات جاری کر رکھی تھی کہ غلام پر لازم ہے کہ وہ اپنے آقا کی اطاعت کرے گا۔ مزید یہ کہ تقریباً تمام ہی پوپس، پادریوں اور بشپس نے خدمت کے لیے غلام رکھے ہوتے تھے[20]۔

9) عرب میں غلامی

جزیرہ نما عرب میں غلامی اس سے زیادہ مختلف نہیں تھی جو کہ دوسری قوموں میں تھی۔ جنگیں غلامی کی اصل بنیاد تھیں، جنگ میں فاتح مغلوب قوم کے افراد کو قیدی بنا لیتے۔ اسی طرح بعض لوگوں کو اغوا کر کے غلام بنا کر بیچ دیا جاتا۔ زمانہ جاہلیت میں غلاموں کی تجارت مکہ کے لوگوں کے لیے دولت کے اہم ترین ذرائع میں سے ایک تھی اور غلاموں کے سب سے مشہور تاجروں میں سے ایک عبد اللہ بن جدعان تھا۔ جس کی غلاموں کی وسیع تجارت تھی۔ زمانہ جاہلیت میں غلاموں کو تمام شہری حقوق اور اپنے معاملات خود طے کرنے سے محروم رکھا گیا تھا اور وہ خاص طور پر خواتین کے لیے لفظ "سبایا" استعمال کرتے تھے۔[21]

اسلام میں غلامی

رسول اللہ ﷺ کا اسلام سے قبل بھی اس حوالے سے اتنا اعلی کردار تھا کہ جب آپ کا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوا تو انہوں نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جو کہ ایک غلام تھے، ہدیہ کے طور پر آپ ﷺ کو دے دیا۔ لیکن جب حضرت زید رضی اللہ عنہ کے گھر سے آپ کے بھائی اور چچا لینے آئے اور کہا کہ آپ ہمیں جو بھی قیمت بتائیں گے ہم وہ ادا کر دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے کسی بھی قیمت کو لینے سے انکار کر دیا البتہ فیصلہ حضرت زید رضی اللہ عنہ پر چھوڑ دیا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس رہنے کو اپنے گھر والوں کے ساتھ جانے پر ترجیح دے دی۔

اسلام میں انسانی مساوات کا تصور

اسلام نے انسانی مساوات کا ایک ایسا تصور پیش کیا جس کی رو سے تمام انسان برابر ہیں اور رنگ، نسل، جنس، اور دنیاوی سٹیٹس کی بنیاد پر کسی انسان کو دوسرے انسان پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ البتہ اللہ تعالی کے نزدیک انسانوں میں افضلیت کا معیار صرف تقوی ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

> يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً[22]
>
> اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں
>
> يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ[23]

اے لوگو ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے خاندان اور قومیں جو بنائی ہیں تاکہ تمہیں آپس میں پہچان ہو بے شک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیز گار ہے بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا خبر دار ہے

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ، وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ، أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ، وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ، وَلَا لِأَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ، وَلَا أَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ، إِلَّا بِالتَّقْوَى، إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاكُمْ [24]

((لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے، آگاہ ہو جاؤ! کسی عربی کو کسی عجمی پر، کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی سرخ رنگ والے کو کالے رنگ والے پر اور کسی سیاہ رنگ والے کو سرخ رنگ والے پر کوئی فضیلت وبرتری حاصل نہیں، مگر تقویٰ کے ساتھ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے ہاں تم میں سے وہ شخص سب سے زیادہ معزز ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہوتا ہے۔))

مکی دور میں غلامی

اسلام نے آتے ہی انسانوں کے درمیان تفاوت کو ختم کیا اور تمام انسانوں کو بحیثیت انسان برابر قرار دیا۔ اسی سبب آغاز میں اسلام قبول کرنے والے افراد میں سے اکثریت غلاموں یا موالی کی تھی۔ لہذا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر مالدار صحابہ اپنے غلام بھائیوں کو خرید کر آزاد کر دیتے۔ یہاں تک کہ مشرکین مکہ بھی رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا طعنہ دیتے کہ آپ ان غلاموں کو اپنے ساتھ بٹھا رہے ہیں۔

ہجرت کے بعد قتال کا مرحلہ

ہجرت کے بعد حالات تبدیل ہوتے ہیں جب مسلمانوں کو قتال کی اجازت ملتی ہے۔ سورہ محمد میں جو غزوہ بدر سے قبل نازل ہوئی اس میں قیدیوں کے متعلق ارشاد باری تعالی ہے۔

فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّى إِذَا أَثْخَنْتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّى تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا [25]

پس جب تم کافروں کے مقابل ہو تو ان کی گردنیں مارو یہاں تک کہ جب تم ان کو خوب مغلوب کر لو تو ان کی مشکیں کس لو پھر یا تو اس کے بعد احسان کر و یا تاوان لے لو یہاں تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار ڈال دے

غزوہ بدر میں کفار کے ستر بڑے سردار مارے گئے اور ستر ہی لوگ قیدی بنے جن میں اکثریت بہر حال مسلمانوں کے رشتہ دار ہی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان قیدیوں کو فدیہ لے کر یا مسلمان بچوں کو پڑھا کر قیدیوں کو آزاد کر دیا مگر پھر سورۃ الانفال کی وہ آیت نازل ہوئی جس میں سرزنش کی گئی۔ کیونکہ ابھی کفار کی طاقت نہیں ٹوٹی تھی۔ ارشاد ہوا:

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَى حَتَّى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ[26]

((پیغمبر کو شایان نہیں کہ اس کے قبضے میں قیدی رہیں جب تک (کافروں کو قتل کر کے) زمین میں کثرت سے خون (نہ) بہا دے۔ تم لوگ دنیا کے مال کے طالب ہو۔ اور خدا آخرت (کی بھلائی) چاہتا ہے۔ اور خدا غالب حکمت والا ہے))

اسی سے فقہ کی کچھ آراء بھی سامنے آئی کہ قیدیوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا۔ احناف اس چیز کے قائل نہیں ہیں کہ احسان کر کے چھوڑ دیا جائے۔ اس حوالے سے بہتر موقف شاید یہی ہے کہ حالات و واقعات کے مطابق موقع محل پر فیصلہ کیا جائے گا[27]۔ جس طرح کچھ عرصہ قبل پاکستان نے ابھی نندن کو بالکل احسان کرتے ہوئے چھوڑ دیا۔ اس فعل کو عالمی سطح پر سراہا گیا اور پاکستان کو اس اقدام پڑ بہت پذیرائی ملی اگرچہ بھارت کی روش میں کوئی خاص فرق نہیں آیا۔ لہذا ہمیں مختلف فیصلے دیکھنے کو ملتے ہیں جیسے بنو ہوازن وغیرہ کے ساتھ غزوہ حنین میں جب کافروں کی ایک بڑی تعداد مسلمانوں کی قید میں آ گئے جن میں سے بعض کو تقسیم بھی کر دیا تھا لیکن جب انہوں نے معافی مانگی تو آپ نے ان قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ اسی طرح خیبر کے موقع پر پیداوار کی ادائیگی پر یہودیوں سے معاہدہ کر لیا گیا۔[28] اسی طرح ایک مختلف فیصلہ بنو قریظہ کا تھا جب یہودیوں نے محاصرے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی بجائے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنے معاملے میں حکم مقرر کیا۔ لہذا حضرت سعد نے ان کی کتاب کے مطابق فیصلہ فرمایا جیسا کہ قبل ازیں بیان ہوا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ اختیار تھا کہ چاہیں تو آزاد کر دو یا فدیہ لے کر چھوڑ دو یا قتل کر دو یا غلام بنا لو۔

مسلمانوں کا قیدیوں سے سلوک

مسجد نبوی ایک "Rehabilitation Center" کا کردار ادا کر رہی تھی جہاں قیدیوں کو لا کر باندھا جاتا اور وہ اس دوران مسلمانوں کے معمولات کو دیکھتے، قرآن کو سنتے اور رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کا مشاہدہ کرتے جس سے ان کے دل اسلام کے لیے کشادہ ہوتے جاتے۔

جیسا کہ ایک حدیث میں سول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((عَجِبَ اللَّهُ مِنْ قَوْمٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ فِي السَّلَاسِلِ))[29]

ایسے لوگوں پر اللہ کو تعجب ہو گا، جو جنت میں بیڑیوں سمیت داخل ہوں گے

گویا یہ قیدی اگر قتل ہو جاتے تو جہنم میں جاتے لیکن ان کی خوش نصیبی تھی کہ یہ قیدی بنے اور انہیں ایک ایسا ماحول ملا جس سے یہ مسلمان ہو کر جنت میں چلے گئے۔[30] گویا اسلام میں قیدیوں کو غلام بنانے کی بھی ایک بڑی حکمت یہی ہے کہ وہ کفر میں آزاد گھومنے اور اسلام کے خلاف سازشیں کرنے کی بجائے مسلمانوں کے ماتحت ہو کر رہیں جہاں مسلمانوں کا اخلاق اور دینی تعلیمات ان کے اسلام لانے کا ذریعہ بن جائیں۔ البتہ اس حوالے سے مسلمانوں کا اچھا اخلاق بھی شرط ہے۔

اس بات کی شہادت ولیم جی سمتھ نے بھی دی ہے کہ:

"Servitude gave a chance to understand Islam[31]"

"غلامی نے (قیدیوں اور غلاموں کو) اسلام سمجھنے کا ایک موقع فراہم کیا تھا"

اسلام میں لونڈیوں کا تصور

یورپ میں لونڈیوں کے لیے "Concubine" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے جو تاریخی طور پر "Prostitution" کے لیے یا نکاح سے باہر جنسی تعلق کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ قرآن کریم میں لونڈیوں کے لیے عام طور پر "ملک یمین" کے الفاظ آئے ہیں جس کے مختلف ترجمے ہیں۔ انگریزی میں اس کا ایک بہترین ترجمہ (rightfully Possessed) کیا گیا ہے۔ یعنی ایسی خاتون جو جائز طور پر کسی شخص کی ملکیت میں آ جائے نہ کے ظلم اور زیادتی کے نتیجے میں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق اگر کوئی شخص آزاد عورت سے نکاح نہیں کر سکتا تو اسے چاہیے کہ کسی لونڈی سے نکاح کر لے۔ اس نکاح کے لیے البتہ مالک کی اجازت بھی شرط ہے اور مالک کی رضامندی کے نتیجے میں ہونے والے اس نکاح کے بعد اب وہ لونڈی اپنے آقا کے لیے غیر محرم ہو جائے گی۔ اسلام نے گویا غلاموں کو نکاح کا بنیادی حق عطا کیا جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

وَلَا تَنكِحُوا۟ ٱلْمُشْرِكَٰتِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَّ ۚ وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ ۗ وَلَا تُنكِحُوا۟ ٱلْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا۟ ۚ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ[32]

(مومنوں) مشرک عورتوں سے جب تک وہ ایمان نہ لائیں، نکاح نہ کرنا خواہ تمہیں کتنی ہی بھلی لگیں۔

کیونکہ مومن لونڈی مشرک (آزاد) عورت سے بہتر ہے۔ اور اسی طرح، مشرک مرد جب تک ایمان نہ

لائے، مومن عورتوں کو ان کو زوجیت میں نہ دینا۔ کیونکہ مشرک مرد سے خواہ وہ تم کو کیسا ہی بھلا لگے، مومن غلام بہتر ہے۔

معاشرے میں ایک لونڈی کے حالات زندگی ایک آزاد عورت سے مختلف ہوتے تھے اس لیے اسلام نے دونوں کے حوالے سے مختلف احکامات دیے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک لونڈی کے لیے آزاد عورت سے آدھی عدت ہے۔ اسی طرح اگر کوئی لونڈی زنا کا ارتکاب کرے تو اسے آزاد عورت کے مقابلے میں آدھی سزا دی جائے گی۔ یہاں جن غلاموں کے حوالے سے بات ہو رہی ہے یہ وہ لوگ ہیں جو غلامی کی حالت میں اسلام قبول کرتے ہیں۔ جہاں تک ایک آزاد مسلمان کا تعلق ہے تو شریعت اسلامی میں کسی مسلمان کو غلام بنانا حرام ہے۔

اسلام نے بہر حال مالکوں کو اپنی لونڈیوں سے تعلق قائم کرنے کی اجازت دی ہے لیکن اس ضمن میں لونڈیوں کے حقوق کے تحفظ کو بھی یقینی بنایا ہے۔ اگر کسی شخص کی لونڈی سے اس کی اولاد ہو جائے تو اب وہ شخص اس لونڈی کو فروخت نہیں کر سکتا اور پیدا ہونے والی اولاد بھی آزاد شمار ہو گی۔ ایسی لونڈی کو "ام ولد" کہا جاتا ہے۔ اس حوالے سے کتب فقہ میں کافی تفاصیل موجود ہیں۔ ایک عورت اپنے غلام سے تعلق نہیں قائم کر سکتی البتہ اس حوالے سے ایک واقعہ محمد الصلابی نے ذکر کیا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں ایک عورت نے ایسا کیا اور اپنے اس فعل کی دلیل میں ملک یمین والی آیات پیش کرنے لگی جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ یہ تمہارے لیے نہیں ہے لیکن آپ نے اس عورت پر حد جاری نہیں فرمائی۔

اسلام میں غلاموں کو آزاد کرنے کی ترغیب

اسلام میں غلاموں کو آزاد کرنے کے حوالے سے خصوصی ترغیب دلائی گئی ہے۔ ایک طرف تو کسی بھی غلام کو آزاد کرنے یا اپنے مال کو خرچ کر کے آزاد کروانے کے فضائل بیان ہوئے ہیں تو دوسری جانب مختلف گناہوں کے کفارے کے طور پر غلام آزاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جیسے قتل خطا، کفارۃ الیمین، ظہار یا روزے کی حالت میں بیوی سے ہم بستری کرنے کے کفارہ کی صورت یہ ہے کہ انسان ایک غلام آزاد کر دے۔ اس حوالے سے اسلام کو دیگر مذاہب پر فوقیت حاصل ہے۔ یہاں تک کہ اسلام میں تو سورج گرہن یا چاند گرہن کے موقعہ پر بھی غلام آزاد کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ چنانچہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((لَقَدْ أَمَرَ النبيُّ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ بالعَتَاقَةِ في كُسُوفِ الشَّمْسِ...))[33]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن کے وقت غلام آزاد کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

اسی طرح زکاۃ کے حق داروں میں اللہ تعالیٰ نے "وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ "[34](اور گردنیں چھڑوانے میں اور قرضداروں پر) کاذکر فرمادیا۔ گویا اسلام نے غلاموں کو آزاد کرنے کے عمل کو تیز تر کر دیا۔

صحیح بخاری کی ایک اور حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایاہے:

((إِذَاأَدَّبَ الرَّجُلُ أَمَتَهُ فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَاوَعَلَّمَهَافَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَافَتَزَوَّجَهَاكَانَ لَهُ أَجْرَانِ))[35]

اگر کوئی شخص اپنی لونڈی کو اچھی طرح ادب سکھلائے اور پوری طرح سے اسے دین کی تعلیم دے، پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے تو اسے دوگنا ثواب ملتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایاہے :

((أَيُّمَا رَجُلٍ أَعْتَقَ امْرَأً مُسْلِمًا اسْتَنْقَذَ اللَّهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ)) [36]

جس شخص نے بھی کسی مسلمان غلام کو آزاد کیاتو اللہ تعالیٰ اس غلام کے جسم کے ہر عضو کی آزادی کے بدلے اس شخص کے جسم کے بھی ایک ایک عضو کو دوزخ سے آزاد کرے گا۔

اسلام ایک غلام کو مکمل مذہبی آزادی دیتا ہے۔ کسی بھی غلام کو اسلام لانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ محمد الصلابی لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک عیسائی غلام تھا جس کا نام اسحاق تھا اور وہ متعدد صلاحیتوں کا مالک تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور کہا کہ اگر تم اسلام لے آؤ تو ہم تمہیں مسلمانوں کے بعض امور میں استعمال کرنا چاہیں گے مگر اس نے انکار کر دیا جس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ [37]

اسلام میں ہندو مت کی طرح نچلے درجے کے لوگوں کے لیے صرف پستی نہیں ہے بلکہ اسلام میں مسلمان غلام اس حد تک بہترین ماحول سے گزرتے کہ ان کی صلاحیتیں نکھرتی جاتی اور وہ بڑے بڑے کارنامے سرانجام دے لیتے۔ مثلاً سیرت نگاری میں ابن اسحاق کا نام بنیادی مصادر میں شمار ہوتا ہے۔ ابن اسحاق کے آباء واجداد غلام تھے۔ اسی طرح تابعین میں علم وزہد کے لحاظ سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا نام بہت نمایاں ہے اور آپ بھی غلام رہے تھے۔

غلام خاندانوں کے حوالے سے تعلیمات

اگر کسی وجہ سے ایک پورا خاندان یا خاندان کے بعض افراد غلام بن جائیں تو اسلام انہیں ایک دوسرے سے جدا کرنے سے منع کرتا ہے۔ چنانچہ سنن ترمذی کی ایک حدیث میں ہے کہ:

((مَنْ فرَّق بين والدةٍ وولدِها، فرَّق اللهُ بينَه وبينَ أحبَّتِه يومَ القيامةِ))[38]

جو شخص ماں اور اس کے بچے کے درمیان جدائی ڈالے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے اور اس کے دوستوں کے درمیان جدائی ڈال دے گا۔

اس حدیث کے ضمن میں ایک دلچسپ تاریخی واقعہ ملتا ہے ہے کہ تیسری صلیبی جنگوں کے دوران مسلمانوں نے عیسائیوں کی کسی بستی پر حملہ کیا اور وہاں سے ایک تین ماہ کے بچے کو اٹھا کر لے گئے۔ بچے کی ماہ نے اپنے حکمرانوں کے آگے فریاد رسی کی تو انہوں نے اس عورت کو صلاح الدین ایوبی کے پاس جانے کا کہا کیونکہ ان کے خیال میں بھی صلاح الدین ایک رحم دل انسان تھا۔ چنانچہ جب وہ عورت صلاح الدین کے پاس پہنچی تو اس نے اس درجہ آہ وپکار کی کہ صلاح الدین کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے۔ آپ نے اپنے ماتحتوں کو یہ حکم دیا کہ ترجیحی بنیادوں پر اس عورت کے بچے کو تلاش کر کے لایا جائے۔ کچھ وقت کے بعد وہ بچہ لایا گیا جسے گود میں لے کر ماں بہت خوش خوئی لیکن اسی دوران ایک میاں بیوی آ پہنچے اور کہنے لگے کہ عیسائیوں نے ہمارے بچے کو قتل کر دیا تھالہذا ہم نے یہ بچہ قیمت ادا کر کے خریدا ہے اور ہم اس کے حقدار ہیں۔ صلاح الدین نے اس جوڑے کو ان کی ادا کردہ قیمت اپنے پاس سے دے دی اور ان کی تسلی کے لیے مذکورہ بالا حدیث سنائی کہ جو شخص ماں اور اس کے بچے کے درمیان جدائی ڈالے گا اللہ تعالی قیامت کے دن اس کے اور اس کے دوستوں کے درمیان جدائی ڈال دے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

((وَهَبَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامَيْنِ أَخَوَيْنِ فَبِعْتُ أَحَدَهُمَا فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ مَا فَعَلَ غُلَامُكَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ رُدَّهُ رُدَّهُ)) [39]

علی (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دو غلام عطا فرمائے جو ایک دوسرے کے بھائی تھے۔ میں نے ان میں سے ایک کو فروخت کر دیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: "علی، تمہارے غلام کیا ہوا؟" میں نے انہیں بتایا کہ میں نے ایک کو بیچ دیا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اسے واپس لوٹالو، اسے واپس لوٹالو۔"

غلاموں سے حسن سلوک کی تاکید

متعدد احادیث میں غلاموں سے اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

1.((أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ أَطْعِمْ رَبَّكَ وَضِّئْ رَبَّكَ اسْقِ رَبَّكَ وَلْيَقُلْ سَيِّدِي مَوْلَايَ وَلَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ عَبْدِي أَمَتِي وَلْيَقُلْ فَتَايَ وَفَتَاتِي وَغُلَامِي)) [40]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کوئی شخص (غلام یا کسی بھی شخص سے) اس بات کا نہ کہے کہ اپنے رب کو کھانا کھلا، اپنے رب کو وضو کروا، اپنے رب کو پانی پلاؤ"۔ بلکہ صرف میرے سردار، میرے آقا کے الفاظ کا استعمال کرنا چاہئے۔ اسی طرح کسی شخص کو نہ کہے "میرا بندہ، میری بندی" بلکہ یوں کہنا چاہئے " میرا چھوکرا، میری چھوکری، میرا غلام"۔

2.((عَنْ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ لَقِيتُ أَبَا ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ --- فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا ذَرٍّ أَعَيَّرْتَهُ بِأُمِّهِ إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ إِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمْ اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا تُكَلِّفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ فَأَعِينُوهُمْ)) [41]

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، "تمہارے غلام بھی تمہارے بھائی ہیں اگرچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہاری ماتحتی میں دے رکھا ہے۔ اس لئے جس کا بھی کوئی بھائی اس کے قبضہ میں ہو، اسے وہی کھلائے جو وہ خود کھائے اور وہی پہنائے جو وہ خود پہنے اور ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالے۔ لیکن اگر تم ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالو تو پھر ان کی خود مدد بھی کر دیا کرو۔"

3. ((عَنْ سَمُرَةَ , قَالَ: قَالَ رَسُولُاللّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَنْ قَتَلَ عَبْدَهُ قَتَلْنَاهُ , وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَهُ جَدَعْنَاهُ)) [42]

سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو اپنے غلام کو قتل کرے گا ہم بھی اسے قتل کر دیں گے اور جو اپنے غلام کا کان، ناک کاٹے گا ہم بھی اس کا کان، ناک کاٹیں گے۔

4.((رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : مَنْ ضَرَبَ غُلاَمًا لَهُ حَدًّا لَمْ يَأْتِهِ ، أَوْ لَطَمَهُ ، فَإِنَّ كَفَّارَتَهُ أَنْ يُعْتِقَهُ)) [43]

آپ ﷺ فرماتے تھے: "جو شخص غلام کو بن کیے حد لگائے (یعنی ناحق مارے) یا طمانچہ لگائے تو اس کا کفارہ یعنی اتار یہ ہے کہ اس کو آزاد کر دے۔"

قرآن اور مکاتبت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا وَآتُوهُم مِّن مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ [44]

اور جو غلام تم سے مکاتبت چاہیں اگر تم ان میں (صلاحیت اور) نیکی پاؤ تو ان سے مکاتبت کر لو۔ اور خدا نے جو مال تم کو بخشا ہے اس میں سے ان کو بھی دو۔

سیدنا عمر فاروق رضي اللہ عنہ کے دور حکومت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو مکاتبت کرنا چاہ رہا تھا مگر حضرت انس راضی نہیں ہو رہے تھے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مکاتبت کو لازمی قرار دے دیا۔ مسلمان حتی الامکان یہ کوشش کرتے کہ غلاموں سے حسن سلوک کریں اور پھر انہیں یا تو بغیر معاوضے کہ آزاد کر دیں یا ان سے مکاتبت کر لیں۔

غلاموں کے لیے آگے بڑھنے کے مواقع

دین اسلام میں نہ صرف غلاموں کے لیے حصول تقوی اور قرب الہی کے لحاظ سے آزاد کے برابر مواقع میسر ہیں بلکہ دنیاوی امور میں بھی وہ اکی عام فرد کی طرح آگے بڑھ سکتے ہیں۔ ایک غلام عالم بن سکتا ہے، مسجد کا امام بن سکتا ہے یہاں تک کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق ایک غلام ملک کا سربراہ بھی بن سکتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

((اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا، وَإِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ))[45]

سنو اور اطاعت کرو، خواہ تم پر کسی ایسے حبشی غلام کو ہی عامل بنایا جائے جس کا سر منقیٰ کی طرح چھوٹا ہو

اسلامی تاریخ میں غلاموں نے بڑی بڑی خدمات سر انجام دی ہیں۔ یہاں تک کہ مملوک خاندان ایک لمبے عرصے تک مسلمانوں کے حکمران رہے ہیں۔

احکامات میں تدریج

شریعت اسلامی کا ایک مزاج یہ ہے کہ کسی بری عادت کو ختم کرنے کے لیے لوگوں کی صورتحال کے مطابق قدم بقدم احکامات جاری کیے جاتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((إِنَّمَا نَزَلَ أَوَّلَ مَا نَزَلَ مِنْهُ سُورَةٌ مِنَ الْمُفَصَّلِ، فِيهَا ذِكْرُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، حَتَّى إِذَا ثَابَ النَّاسُ إِلَى الْإِسْلَامِ نَزَلَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ، وَلَوْ نَزَلَ أَوَّلَ شَيْءٍ لَا تَشْرَبُوا الْخَمْرَ، لَقَالُوا: لَا نَدَعُ الْخَمْرَ أَبَدًا وَلَوْ نَزَلَ لَا تَزْنُوا، لَقَالُوا: لَا نَدَعُ الزِّنَا أَبَدًا))[46]

پہلے مفصل کی ایک سورت، اتری(«اقرا باسم ربک») جس میں جنت و دوزخ کا ذکر ہے۔ جب لوگوں کا دل اسلام کی طرف رجوع ہو گیا (اعتقاد پختہ ہو گئے) اس کے بعد حلال و حرام کے احکامات آنے لگے، اگر کہیں شروع شروع ہی میں یہ اترتا کہ شراب نہ پینا تو لوگ کہتے ہم تو کبھی شراب پینا نہیں چھوڑیں گے۔ اگر شروع ہی میں یہ اترتا کہ زنا نہ کرو تو لوگ کہتے ہم تو زنا نہیں چھوڑیں گے۔ اس کے بجائے مکہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت جب میں بچی تھی اور کھیلا کرتی تھی یہ آیت نازل ہوئی «بل الساعة موعدھم والساعة أدھی وأمر» لیکن سورۃ البقرہ اور سورۃ نساء اس وقت نازل ہوئیں، جب میں (مدینہ میں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی۔

اسی طرح غلامی کے خاتمے کے حوالے سے بھی اسلام نے اس وقت کے ایک بہت عظیم مسئلے کو آہستہ آہستہ ختم کرنے کی کوشش کی ہے۔

سنن بیہقی کی ایک حدیث میں ہے:

مَا زَالَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ يُوَرِّثُهُ، وَمَا زَالَ يُوصِينِي بِالْمَمْلُوكِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنْ يَضْرِبَ لَهُ أَجَلًا أَوْ وَقْتًا إِذَا بَلَغَهُ عَتَقَ[47]

مجھے جبرائیل علیہ السلام پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی ہمیشہ تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ یہ اسے وارث بنادیں گے۔ اور وہ مجھے مملوک (غلاموں) کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی ہمیشہ تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ وہ اس کی کوئی مدت طے کر دیں گے یا کوئی وقت مقرر کر دیں گے جس کے بعد وہ آزاد ہو جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس معاملے پر اپنے آخری ایام تک خصوصی توجہ دی یہاں تک کہ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر بھی آپ نے عورتوں کے ساتھ غلاموں سے بھی حسن سلوک کرنے کی تعلیم دی۔ بہر حال غلامی کی حرمت کا حکم نہیں آیا یہاں تک کہ آپ ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔

مسلمانوں کا غلاموں سے تعامل

رسول اللہ ﷺ نے ہمیشہ غلاموں سے حسن سلوک کیا۔ آپ ﷺ نے صلح حدیبیہ کے بعد حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو مصر میں مقوقس کی جانب خط دے کر روانہ کیا۔ مقوقس نے اگرچہ اسلام تو قبول نہ کیا البتہ رسول اللہ ﷺ کے قاصد کی خوب خدمت کی اور آپ ﷺ کی جانب بعض تحائف بھیجے جن میں ایک خصی غلام اور دو لونڈیاں یعنی حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا اور ان کی بہن سیرین شامل تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کو اپنے لیے پسند فرمایا اور ان کی بہن کو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کر لیا مگر آپ ﷺ کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہا کا وہی تعلق رہا۔ آپ رضی اللہ عنہا کے بطن سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ بیٹے کی ولادت پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر دیا تھا۔ حضرت ماریہ کی وفات 16 یا 17 ہجری میں ہوئی۔ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں امہات المؤمنین کی طرح آپ کا وظیفہ بھی مقرر تھا۔ اسی طرح فتح خیبر کے بعد حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے معاملے میں آپ ﷺ نے انہیں آزاد کرنے کے بعد ان سے نکاح کر لیا تھا[48]۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مسلمانوں کی فتوحات کا سلسلہ طویل ہوا جس کے نتیجے میں ہر طرح کا مال غنیمت مسلمانوں کے قبضے میں آیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک خط لکھا جسے تمام گورنروں نے جمعہ کے خطبے میں پڑھ کر سنایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے لکھا:

(اے مسلمانو!) تم نے جو کچھ بھی (فتوحات میں سے) حاصل کیا ہے وہ صرف (کتاب و سنت کی) اتباع سے حاصل کیا ہے لہذا دنیاوی امور اور آسائشیں تمہیں اصل مقصد سے غافل نہ کر دیں۔ جب تین کام

اس امت میں شروع ہو جائیں گے تو وہ بدعات میں پڑ جائے گی۔یعنی جب ہر طرح کی آسائشیں حاصل ہو جائیں گی، تمہاری باندیوں کے بچے بالغ ہو جائیں گی اور جب بدو اور غیر عرب قرآن پڑھنا شروع کر دیں گے۔[49]

اس روایت میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک بہت اہم مسئلے کی جانب توجہ دلائی تھی۔ عرب متعدد نکاح کرتے تھے مگر اسلام نے چار کی قید لگا دی۔ اس حکم کی ایک حکمت تربیت اولاد بھی تھی۔ دوسری جانب اسلام نے لونڈیوں کی تعداد مختص نہیں کی۔ اب جب مال غنیمت کی کثرت ہو گی اور لوگ آسائشوں میں پڑیں گے اور ان کی لونڈیوں سے ان کی اولادیں ہو نگی تو وہ اپنی اولاد کی تربیتی ذمہ داریوں سے صحیح انداز میں سبکدوش نہیں ہو سکیں گے۔ جس کے نتیجے میں دین یعنی قرآن و سنت کا علم سابقہ رفتار سے آگے منتقل نہیں ہو گا اور لوگ جب خود سے قرآن پڑھنا اور سمجھنا شروع کر دیں گے تو نت نئی بدعات بھی جنم لیں گی۔ لہذا اسلامی تاریخ میں بنو امیہ کے دور میں اسلامی سلطنت خوب پھیلی مگر ان کے بعد اسلامی سلطنت کا پھیلاؤ بڑی حد تک رک گیا۔ اور جہاں جہاں مسلمان جاتے وہاں سے بڑے اور قیمتی تحائف بھی وصول ہوتے جن میں غلام اور لونڈیاں بھی شامل ہوتے تھے۔[50]

مسلمان جب مصر سے افریقہ میں داخل ہوئے تو 652 ہجری میں ان کا نیوبیہ کے علاقے میں رہنے والے عیسائیوں سے یہ معاہدہ ہوا کہ وہ سالانہ بنیادوں پر تین سو ساٹھ غلام مصر بھیجیں گے۔ بعد ازاں جب نیوبیہ کے لوگ مسلمان ہو گئے تو اگلے سرحدی علاقوں سے غلام لائے جانے لگے۔[51] بنو عباس کے دور میں یورپ، ترکی اور ہند سے غلاموں کی آمد و رفت کا سلسلہ خوب جاری و ساری تھا۔ خاص طور پر بادشاہوں اور دیگر اشرافیہ کے پاس غلاموں اور لونڈیوں کی ایک بڑی تعداد موجود رہتی تھی۔ جب عباسی حکومت کمزور پڑی تو انہوں نے ترکوں کو فائز کرنا شروع کر دیا مگر بعد میں وہ ترک ہی اتنے مضبوط ہو گئے کہ عباسیوں کے کنٹرول میں نہ رہے۔[52]

اندلس میں مسلمان اگرچہ حدیث کے مطابق خود تو غلاموں کو خصی نہیں کرتے تھے مگر انہوں نے یہود کو ایسا کرنے کی اجازت دے رکھی تھی۔ جس کی بڑی وجہ ایسے غلاموں کی بڑھتی ہوئی مانگ تھی۔ اسی طرح وہاں پر مسلمانوں نے غلاموں کے حقوق کے تحفظ میں بھی بڑی کوتاہیاں کیں۔ یہاں تک کہ غلاموں کی تجارت عام جاری تھی۔ اگر یوں کہا جائے کہ اسلام میں غلامی کے حوالے سے اگر کوئی گنجائش موجود تھی تو مسلمان اس کی آخری حد تک پہنچے بلکہ بعض اوقات حد پار بھی کر دی۔ اسی طرح سلطنت عثمانیہ میں جارجیہ جو کہ ایک عیسائی ملک تھا وہاں پر اسلام محض اس لیے نہیں پھیلنے دیا کہ وہاں سے غلاموں کی آمد و

رفت کا سلسلہ جاری رہے۔ سلطنت کے اعلی عہدیداروں پر یہ بھی الزام تھا کہ وہ لونڈیوں کی ایک بڑی تعداد اپنے لیے رکھتے مگر تعلق صرف چند سے قائم کرتے جس سے باقی یونہی معلق رہتی[53]۔

اسلامی تاریخ میں علمائے حق ہر دور میں موجود رہے ہیں جو امت کو غلاموں کے حقوق یاد دلاتے رہے۔ اسی لیے اسلامی تاریخ میں ایسے کئی شواہد ملتے ہیں کہ غلاموں کی بہترین دینی اور دنیاوی تربیت کے نتیجے میں ان کے اور ان کے اہل وعیال کے لیے ترقی کی راہیں کھل جاتی یہاں تک کہ بسا اوقات لوگ اس غرض سے شاہی ذمہ داران کو رشوت دینے کی کوشش کرتے کہ ان کے گھر کے کسی فرد کو شاہی خاندان کا غلام بنالیا جائے۔ غرض یہ کہ اس ساری صورتحال کے باوجود غلام اسلامی معاشرے میں ایک فعال کردار ادا کرتے نہ کہ وہ ایک بوجھ بنتے۔ قطب الدین ایبک جو ایک غلام تھے وہ بعد ازاں بادشاہ بن گئے اور ان کی نسل نے ایک عرصہ تک حکمرانی بھی کی۔[54]

ہندوستان میں مسلمانوں کے دور حکومت میں غلامی جاری رہی البتہ اس حوالے سے بعض اقدامات ضرور کیے گئے۔ جیسے لونڈیوں کی تعداد کے آخری حد چالیس مقرر کی گئی۔ شہنشاہ اکبر جو تیسرا مغل بادشاہ تھا اس نے 1562ء کی ایک جنگ کے بعد بچوں اور عورتوں کو غلام بنانے سے منع کر دیا تھا۔ اگر کوئی ذمی جزیہ نہ دے پاتا تو اسے بھی غلام بنالیا جاتا مگر اکبر نے اس کام کو روک دیا۔ 1582ء میں اکبر نے اپنے محل سے اکثریت غلاموں کو آزاد کر دیا تھا۔ اسی طرح عام بازاروں میں غلاموں کی خرید و فروخت کی بھی حوصلہ شکنی کی۔ اگرچہ قحط سالی کے دور میں اس نے اس تجارت کو دوبارہ جاری کر دیا تھا۔ اکبر کی وفات کے بعد غلاموں کے حوالے سے جاری پیش رفت رک گئی مگر جہانگیر نے غلاموں کو خصی کرنے سے منع کر دیا اور اورنگزیب نے خصی غلاموں کی درآمد کو بھی روک دیا۔[55]

افریقہ میں ابن بطوطہ کے بقول اسلام کے بعد بھی غلامی کا سلسلہ زور و شور سے جاری رہا بلکہ اس حوالے سے غلاموں کا استحصال بھی ہوتا رہا۔ اس ساری صورت حال پر تعجب اس لیے نہیں ہوتا کہ آج بھی کہیں اسلامی نظام کا اور کہیں ریاست مدینہ کا نعرہ لگایا جاتا ہے مگر وہاں پر شریعت اسلامیہ کے احکامات کی کھل عام دھجیاں اڑائی جاتی ہیں۔ اسی لیے خلافت عثمانیہ میں ریاستی سطح پر یہ احکامات جاری کیے گئے کہ کسی بھی غلام کو دستاویزات کے ثبوت کے ساتھ ہی خریدا یا بیچا جاسکے گا[56]۔ احناف نے گناہوں کے کفارہ کے طور پر ایسے غلاموں کو آزاد کرنے کی ممانعت کا حکم دیا جن کے بارے میں یہ شک ہو کہ وہ حقیقی غلام ہیں یا مظلوم۔[57]

غلاموں کی آزادی کی تحریکیں

غلاموں نے بھی اگر کبھی کوئی تحریک اٹھائی وہ اپنے حقوق کے لیے اٹھائی نہ کہ آزادی اور غلامی کے خاتمے کے لیے۔ یہاں تک کہ اگر تحریک کے نتیجے میں غلاموں کو کامیابی حاصل ہوئی تو انہوں نے بھی ریاستی سطح پر غلامی کو جاری رکھا[58]۔

غلامی کا بدترین دور

غلامی کی بدترین مثالیں اس وقت کی ملتی ہیں جب مغربی اقوام نے امریکہ کا رخ کیا تھا۔ سولہویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی تک دس سے بارہ ملین افریقیوں کو غلام بنا کر بحر اوقیانوس کے راستے امریکہ بھیجا گیا جن میں سے دس سے پندرہ فیصد

لوگ راستے میں ہی مر گئے۔ ان غلاموں پر جس طرح کا ظلم وستم کیا جاتا تھا اس حوالے سے حقائق پوشیدہ نہیں ہیں۔ ان افریقی غلاموں کو جانوروں کی طرح رکھا جاتا اور یہ سلسلہ گزشتہ صدی کے وسط تک جاری رہا۔ انسانی چڑیا گھر بنائے گئے جہاں ایسے غلاموں کو نمائش کے لیے رکھا جاتا۔ غرض یہ کہ انسانی تاریخ میں رومیوں وغیرہ نے بھی اتنا ظلم نہیں کیا جتنا ظلم امریکہ میں کالے غلاموں پر کیا گیا۔ جس طرح بعض لوگ شوقیہ طور پر گھر میں جانوروں کی کھالیں رکھ لیتے ہیں اسی طرح ان غلاموں کی کھالیں تک گھروں میں سجائی گئی تھی[59]۔

عصر حاضر میں غلامی کا خاتمہ

یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ امریکہ اور دیگر ممالک میں سیاہ فام غلاموں پر ہونے والا ظلم اپنے عروج پر پہنچ گیا تھا۔ لیکن ہر ظلم کی ایک انتہا ہوتی ہے جہاں پہنچ کر اس کے خلاف آواز اٹھتی ہے اور اگر وہ آواز ایک تحریک بن جائے تو ظلم کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ جس طرح شعب ابی طالب میں مسلمان تین سال تک قریش کے ظلم وستم کا نشانہ بنتے رہے مگر پھر قریش کے اندر سے ہی لوگوں نے اس ظلم کے خلاف آوازیں اٹھانا شروع کر دی جس کے نتیجے میں بالآخر مسلمانوں کا سوشل بائیکاٹ ختم ہوا۔

غلامی کے خاتمے کے حوالے سے اگرچہ سیاہ فام غلاموں کا معاملہ سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے مگر تاریخی طور پر 1787ء میں تھامس کلارکسن نے برطانیہ میں غلامی کے خاتمے کے لیے اقدامات کرنے کے لیے ایک سوسائیٹی بنائی جس کا نام "The Society for Abolition of Slave Trade" رکھا گیا۔ تاریخی شواہد سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس سوسائیٹی کی پہلی میٹنگ میں ہی یہ بات سامنے آئی کہ المامی عبد القادر خان[60] نے سینی گیمبیا میں پہلے سے غلامی کو ختم کر دیا ہے اور تھامس کلارکسن اس بات کو حوالے اور مغربی حکمرانوں کی ترغیب کے طور پر پیش کرتا تھا۔ یہ سلطنت تو اگرچہ پہلے سے وجود میں آچکی تھی لیکن جب عبد القادر کا دور حکومت آیا تو انہوں نے اپنے ملک میں غلامی کو ختم کر دیا اور غلاموں کی بیرونی تجارت پر بھی پابندی لگا دی۔ اس اقدام سے مغرب پر شدید اثر پڑا لہذا انہوں نے پہلے انہیں خریدنے کی کوشش کی اور جب بات نہ بنی تو انہوں نے ان کے مخالفین پیدا کرنے کی کوشش کی۔

عبد القادر نے یہ طریقہ اپنایا کہ نئے غلام بنانے یا ان کی خرید و فروخت کو ممنوع قرار دیا اور سابقہ غلاموں میں سے مسلمان غلاموں کے لیے تو محض کلمہ یا قرآن کی ایک آیت سنانے پر ہی آزادی کا مژدہ سنایا جب کہ غیر مسلم غلاموں کو یہ موقع دیا کہ وہ بھی مسلمان ہو کر آزادی حاصل کر لیں۔ مزید یہ کہ نفاذ شریعت کے ذریعے مصرف زکاۃ، مکاتبت اور گناہوں کے کفارہ کے طور پر بھی غلاموں کی آزادی کی راہیں کھولی تا کہ غلامی کا مکمل خاتمہ ممکن ہو سکے۔ مسلمان غلام تو مکمل طور پر ختم ہو گئے مگر غیر مسلم

غلاموں کا معاملہ ابھی زیر تکمیل تھا کہ عبد القادر کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔[61] بہر حال یہ امت مسلمہ کے لیے ایک باعث فخر بات ہے کہ عصر حاضر میں بھی غلامی کے خاتمے کے حوالے سے مسلمان سبقت لے گئے ہیں۔

اس طرح یہ تحریک آگے بڑھی اور درج ذیل مراحل آئے:

1. 1789ء میں برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی نے ہندوستان میں داخلی سطح پر غلاموں کی تجارت کو ممنوع قرار دیا مگر اس کا اطلاق تھوڑا بہت ہی ہوا۔
2. 1803ء میں ڈینمارک نے غلامی کو ختم کر دیا۔
3. 1807ء میں برطانیہ میں مقامی غلاموں کی خرید و فروخت ممنوع ٹھہرائی گئی۔
4. 1815ء میں ویانا کے اجلاس میں برطانیہ، فرانس، روس، سپین اور آسٹریا نے غلامی کی مذمت کی۔
5. 1841ء میں برطانوی کونسل نے جب تیونس کے حکمران احمد بے سے غلامی میں کمی کے حوالے سے گفت وشنید کی تو انہوں نے کہا کہ آپ لوگ غلامی میں کمی کی بات کرتے ہیں جب کہ میں اسے فوری طور پر ختم کرتا ہوں۔ چنانچہ اس نے مالکی اور حنفی علماء کو بلا کر انہیں اعتماد میں لے کر 1846ء میں غلامی کا خاتمہ کر دیا۔ اور انہوں نے امریکہ میں خط بھیجا اور انہیں غلامی کے خاتمے کی ترغیب دلائی۔
6. احمد بے کے عمل سے متاثر ہو کر خلافت عثمانیہ کے سلطان نے استنبول میں غلامی کو ختم کیا۔
7. 1865ء میں امریکہ کے اندر غلامی کو غیر قانونی قرار دیا گیا۔
8. 1922ء میں مراکش نے داخلی غلامی پر پابندی لگائی جب کہ 1956ء میں مکمل پابندی لگائی۔
9. 1924ء میں ترکی نے غلامی پر پابندی لگائی۔
10. 1962ء میں سعودی عرب اور ایران میں غلامی کو ممنوع قرار دیا گیا۔
11. 1981ء میں موریطانیہ وہ آخری ملک بنا جس نے غلامی کو ختم کیا۔[62]

اس حوالے سے ہمیں ان معاشی اسباب کو بھی پیش نظر رکھنا ہو گا جو غلامی کے خاتمے کا سبب بنے۔ مثال کے طور ر روس میں دو طرح کے غلام ہوتے تھے۔ پہلے "slaves" اور دوسرے "serfs"، پہلی قسم کے غلاموں کی مکمل ذمہ داری آقا پر ہوتی تھی اور وہ ہر قسم کے ٹیکس سے مستثنیٰ تھے جب کہ جو "سرفز" تھے انہیں ٹیکس دینا پڑتا تھا لہذا وہ خود کو "سلیو" بنانے کی کوشش کرتے۔ روس نے تمام غلاموں کو "سرفز" قرار دے دیا۔[63]

اسی طرح دنیا میں انڈرسٹائلیزیشن اور مشینی انقلاب کے نتیجے میں طاقتور طبقے نے یہ محسوس کیا کہ جب چند گھنٹے کام کرواکر ایک مخصوص اجرت دینے سے ان کا کام نکل رہا ہے تو اب چوبیس گھنٹے کے لیے سنبھالنے اور ذمہ داری کا بوجھ اٹھانے کی کیا ضرورت ہے ؟یعنی طاقتور طبقے ان ناصحین کے کہنے پر نہیں بلکہ بدلتے معاشی حالات وضروریات کے پیش نظر غلامی کے خاتمے کو تسلیم کیا تھا۔ برطانیہ میں دیہاڑی دار مزدور اور غلاموں کی زندگی میں کوئی خاص فرق نہیں تھا۔ وہ بھی ایک مشینی اور مشکل زندگی گزار رہے تھے۔ گویا مشینوں نے جانوروں کی طرح انسانی مین پاور کی مانگ کو بھی کم کر دیا تھا۔[64]

کرسچیان سنو کہر گرونیے[65] کہتے ہیں:

> "Slavery would disappear, if even Islam could draw near to its own ideals….according to Mohammedan principles, slavery is an institution destined to disappear ... [and is not] indispensable to the integrity of Islam[66]" .

> اگر اسلام اپنے اصولوں کے قریب بھی آسکے تو غلامی ختم ہو جائے گی... محمدی اصولوں کے مطابق، غلامی ایک نظام ہے جو ختم ہونے کے لئے مخصوص ہے۔

بیٹر متھامس کہتے ہیں:

> "In the unabatement of slavery, Arabia has been false to her Prophet"[67]

> غلامی کے خاتمہ میں، عرب نے اپنے نبی کی خلاف ورزی کی ہے۔

علامہ اقبال کہتے ہیں:

> "With that slave had equal opportunity with other Muhammadens is evidenced by the fact that some of the greatest Muslim warriors, Kings, premieres, scholars, and Jurists were slaves. During the days of the early caliphs, slavery by purchase was quite unknown, part of public revenue was set apart for purposes of Manumission and prisoners of war were either freely dismissed or freed on the payment of ransom. The Prophet's, own treatment of slaves was extraordinarily liberal. The truth is that the institution of slavery is a mere name in Islam"[68]

> "اس غلام کو دوسرے محمدیوں کے ساتھ مساوی مواقع ملنے کا ثبوت اس حقیقت سے ملتا ہے کہ چند عظیم ترین مسلمان جنگجو، بادشاہ، سابقون، علماء اور فقہاء غلام تھے۔ ابتدائی خلفاء کے زمانے میں، خرید و فروخت کے ذریعے غلامی بالکل نامعلوم تھی، عوامی آمدنی کا کچھ حصہ غلاموں کی آزادی کے مقاصد کے

لیے الگ کیا جاتا تھا اور جنگی قیدیوں کو یا تو بغیر عوض کے آزاد کر دیا جاتا تھا یا تاوان کی ادائیگی پر آزاد کر دیا جاتا تھا۔ غلاموں کے ساتھ نبی ﷺ کا اپنا سلوک غیر معمولی حد تک لبرل تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ اسلام میں غلامی کا ادارہ ایک محض نام ہے۔"

عصر حاضر میں غلامی اور اسلام

آئین پاکستان کی دفعہ 11 میں درج ہے کہ:

"Slavery is non-existent and forbidden and no law shall permit or facilitate its introduction into Pakistan in any form."[69]

" غلامی پاکستان میں ناموجود اور ممنوع ہے کوئی قانون اسے پاکستان میں جاری کرنے یا آسان بنانے کی اجازت نہیں دے گا"

عالمی سطح پر غلامی کے خاتمے کے حوالے سے امت کے اکثر علماء بشمول یوسف قرضاوی، مفتی تقی عثانی[70] نے یہ موقف اپنایا کے غلامی کو فی الوقت اپنی موت مرنے دیا جائے البتہ مستقبل میں اگر حالات کا تقاضا ہو تو بہر حال اسلام نے اسے حرام نہیں قرار دیا ہے۔ غلامی کے خاتمے کے حوالے سے ہونے والے بین الاقوامی معاہدوں پر تمام اسلامی ممالک نے بھی دستخط کر رکھے ہیں۔ اسی طرح "OIC" کے فورم سے بھی غلامی کے خاتمے پر اسلامی ممالک کا اتفاق رائے ہو چکا ہے۔ اب جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ....[71]

اے ایمان والو اللہ کی فرمانبرداری کرو اور رسول کی فرمانبرداریکرو اور ان لوگوں کی جو تم میں سے حاکم

اور دوسری جگہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ....[72]

اے ایمان والو! اپنے اقراروں کو پورا کرو

اسی طرح ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَالْمُسْلِمُونَ عَلَى شُرُوطِهِمْ إِلَّا شَرْطًا حَرَّمَ حَلَالًا ,أَوْ أَحَلَّ حَرَامًا))[73]

اور مسلمان اپنی شرطوں کے پابند ہیں۔ سوائے ایسی شرط کے جو حلال کو حرام کر دے یا کسی حرام کو حلال

ان تمام معاہدات کے بعد مسلمانوں کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ انکی خلاف ورزی کریں۔ اس وقت جو کچھ شدت پسند تنظیمیں اسلام کے نام پر کر رہی ہیں وہ اسلام کی رو سے غلط اور امت کے لیے نقصان دہ ہے۔لہذا اس کی مذمت کرنا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ بہت سے شواہد ایسے ملتے ہیں جن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ان شدت پسند تنظیموں کی پشت پناہی بھی اسلام دشمن طاقتیں ہی کر رہی ہیں۔ دوسری جانب معترضین کے سامنے یہ بات بھی رہنی چاہیے کہ کسی بھی مذہب یا فکر کے پیروکاروں میں سے بعض کے فعل کی نسبت اس مذہب سے نہیں کرنی چاہیے۔

خلاصہ بحث

یہ مقالہ غلامی کے مختلف پہلوؤں پر تبصرہ کرتا ہے اور اسلامی دین کی روشنی میں غلامی کے موضوع پر روشنی ڈالتا ہے۔ غلامی کے اصول اور تاریخ کا جائزہ لیا گیا ہے تاکہ غلامی کو اقتصادی اور مذہبی لحاظ سے سمجھا جا سکے۔ اسلام آدمیوں کے برابری کے بنیادی اصول پر قائم ہے اور غلامی کے خاتمے کیلئے تدابیر اختیار کرتا ہے۔ مقالہ ہذا میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اسلام نے صدیوں سے جاری بدترین غلامی کے خاتمے کے اسباب مہیا کیے ہیں اور اس وقت دنیا میں غلامی کے خاتمے کے راستے میں اسلام نے رکاوٹ کی بجائے سہولتکار کا کردار ادا کیا ہے۔ لیکن مستقبل میں اگر حالات کا تقاضہ ہو اور غلامی ناگزیر ہو تو اسلام نے اسے مطلقاً حرام نہیں قرار دیا ہے۔ اسلامی تصور کے مطابق، سینیگامبیا میں المامی عبد القادر خان نے ریاستی سطح پر غلامی کو ختم کرنے کا کارنامہ سرانجام دیا۔ اسلام تو انسان کو فکر و حرکت کی آزادی عطا کرتا ہے۔ اور عصر حاضر میں جو غلامی انسانوں کو درپیش ہے وہ فکری غلامی ہے۔ علامہ اقبال کے بقول عصر حاضر کا انسان سیاسی ،معاشی اور معاشرتی غلامی کا شکار ہے جس سے اسے نکالنے کی ضرورت ہے۔ جس طرح عبد القادر خان نے جسمانی غلامی کے خاتمے کے حوالے سے سبقت حاصل کی تھی اسی طرح عصر حاضر میں ایسے مجدد دین کی ضرورت ہے جو انسانوں کو فکری غلامی سے آزادی دلائیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1] United Nations, Universal Declaration of Human Rights (UDHR), 1948, Article 4, available at: https://www.un.org/en/about-us/universal-declaration-of-human-rights) [accessed 16 June 2023]

[2]. Jonathan Brown, *Slavery and Islam*, One World Publications, 2021, p. 51

[3]. IBID, p. 51

[4]. Catrina Stewart, Independent, May 6, 2014 'Nigeria's abducted schoolgirls: Boko Haram leader pledges to sell them in the marketplace, accessed on NBC News website: https://www.nbcnews.com/storyline/missing-nigeria-schoolgirls/boko-haram-nigerian-terror-group-sells-girls-slavery-n93951."

[5] - الميدانی، عبد الرحمن حبنكة، **أجنحة المكر الثلاثة وخوافيها التبشير الاستشراق الاستعمار دراسة وتحليل وتوجيه** (دار القلم، 2000م) 548-546/1

Al-Maidani, Abdul Rahman Habnaka. *Al-Ajnihat al-Makr al-Thalathah wa Khawafiha: Al-Tubshir al-Istishraq al-Istimaar: Dirasah wa Tahlil wa Tawjih*. (Dar Al-Qalam, 2000) vol. 1, pp. 546-548.

[6] - الجمل، إبراهيم محمد حسن ، **الرق فی الجاهلية والإسلام**، مجلة الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة،50-153/51-154

Al-Jaml, Ibrahim Muhammad Hasan. *Al-Raq fi al-Jahiliyyah wa al-Islam*. Majallat al-Jami'ah al-Islamiyah bi al-Madinah al-Munawwarah, vol. 50-51, pp. 153-154.

[7] - الميدانی ، عبد الرحمن حبنكة ، **أجنحة المكر الثلاثة وخوافيها** ، 551/1-539

Al-Maidani, Abdul Rahman Habnaka. *Al-Ajnihat al-Makr al-Thalathah wa Khawafiha:* vol. 1, pp. 539-551.

[8]. *The Old Testament*. Genesis 9:24 and *Al-Raq fi al-Jahiliyyah wa al-Islam: 156*

[9]. Peter Frankopan, The Silk Roads, Vintage Books, USA, 2017, pp. 116-118

[10] - الميدانی ، عبد الرحمن حبنكة ، **أجنحة المكر الثلاثة وخوافيها** ، 552/1-551

Al-Maidani, Abdul Rahman Habnaka. *Al-Ajnihat al-Makr al-Thalathah wa Khawafiha:* vol. 1, pp. 551-552.

[11]. "The Israelites groaned in their slavery and cried out, and their cry for help because of their slavery went up to God." [*Bible*, Book of Exodus, Chapter 2, Verse 24]

[12] - العقاد، عباس محمود، **حقائق الإسلام وأباطيل خصومه**، (دار النهضة) ص:141

Al-'Aqad, 'Abbas Mahmud. *Haqaiq al-Islam wa Abatil Khasumih*. Dar al-Nahda, p. 141.

[13] - الجمل، إبراهيم محمد حسن ، **الرق فی الجاهلية والإسلام**، مجلة الجامعة الإسلامية بالمدينة المنورة،50-156/51

Al-Jaml, Ibrahim Muhammad Hasan. *Al-Raq fi al-Jahiliyyah wa al-Islam*. Majallat al-Jami'ah al-Islamiyah bi al-Madinah al-Munawwarah, vol. 50-51, pp. 156.

[14]۔ ہیرودوت (Herodotus) جسے عام طور پر ہیرودوتس بھی لکھا جاتا ہے (قدیم یونانی:Ἡρόδοτος) ایک قدیم یونانی مؤرخ تھے، جنہیں ابو التاریخ یعنی تاریخ کا باپ بھی کہا جاتا ہے۔

[15] - الجمل، إبراهيم محمد حسن ، **الرق فی الجاهلية والإسلام**، 50-157/51

Al-Jaml, Ibrahim Muhammad Hasan. *Al-Raq fi al-Jahiliyyah wa al-Islam* vol. 50-51, pp. 157.

[16]. Jonathan Brown, Slavery and Islam, p. 40

[17] - الجمل، إبراهيم محمد حسن ، الرق فی الجاهلية والإسلام، 50-159/51

Al-Jaml, Ibrahim Muhammad Hasan. *Al-Raq fi al-Jahiliyyah wa al-Islam* vol. 50-51, pp. 159.

[18]. *The Old Testament*. Deuteronomy, 20:10-16

[19]. *The Old Testament*. Genesis Leviticus 20:44

[20]. William Gervase Clarence-Smith, *Islam and the Abolition of Slavery*, Oxford University Press, 2206, Page# 223-224

[21] - الجمل، إبراهيم محمد حسن ، **الرق فی الجاهلية والإسلام**، 50-160/51

Al-Jaml, Ibrahim Muhammad Hasan. *Al-Raq fi al-Jahiliyyah wa al-Islam* vol. 50-51, pp. 160.

[22]۔ سورۃ النساء،1:4

Surah An-Nisa, 4:1

[23]۔ سورۃ **الحجرات**،14:49

Surah Al-Hujurat, 49:14

[24] - أبو بكر البيهقي، **شعب الإيمان**، (مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض، 2003ء) كتاب حفظ اللسان عما لا يحتاج به، رقم الحديث: 4452

Abu Bakr Al-Bayhaqi, *Shu'ab al-Iman*, (Maktabah tul Al-Rushd for Publishing and Distribution, Riyadh, 2003) book "Preserving the Tongue from that which is Unnecessary", Hadith number: 4452.

[25]۔ سورۃ **محمد**،4:46

Surah Muhammad, 46:4

[26]۔ سورۃ **الانفال**،67:8

Surah Al-Anfal, 8:67

[27]. Jonathan Brown, *Slavery and Islam*, p. 235

[28] - صلابی ،علی محمد ، **سیرت النبی**،(دار المعرفة، بیروت، 2008م) ص:793-793

Sallabi, Ali Muhammad, *Seerat al-Nabi* (Beirut: Dar al-Ma'arifah, 2008), pp. 793-794.

[29] - البخاري، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله ، **صحيح بخارى**، (دار ابن كثير ، اليمامة – بيروت ، 1987ء) كتاب الجهاد والسير، باب الأسارى فى السلاسل، رقم الحديث :2848

Al-Bukhari, Muhammad ibn Ismail Abu Abdullah, *Sahih al-Bukhari* (Beirut: Dar Ibn Kathir, Al-Yamama, 1987), Book of Jihad and Expeditions, Chapter on Prisoners of War in Chains, Hadith number: 2848.

[30] - أحمد بن على بن حجر، **فتح الباري شرح صحيح البخارى**، (دار المعرفة – بيروت، 1379هجري) 145/6

Ibn Hajar al-Asqalani, Ahmad ibn Ali, *Fath al-Bari Sharh Sahih al-Bukhari* (Beirut: Dar al-Ma'arifah, 1379 AH), Vol. 6, p. 145.

[31]. William Gervase Clarence-Smith, *Islam and the Abolition of Slavery*, Page# 131

[32]۔ سورۃ **البقرۃ**،221:2

Surah Al-Baqarah, 2:221

[33] - البخاري، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله، **صحيح بخارى**، كتاب الكسوف، باب من أحب العتاقة في كسوف الشمس، رقم الحديث:1006

Al-Bukhari, Muhammad ibn Ismail Abu Abdullah, *Sahih al-Bukhari*. Book: Al-Khusuf (The Eclipse), Chapter: Those Who Loved to free slaves on the Solar Eclipse, Hadith number: 1006.

[34]۔ سورۃ **التوبۃ**،60:9

Surah At- Tawbah, 9:60

[35] - البخاري، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله ، **صحيح بخارى**، كتاب الانبياء، باب { واذكر في الكتاب مريم إذ انتبذت من أهلها }، رقم الحديث : 3262

Al-Bukhari, Muhammad ibn Ismail Abu Abdullah, *Sahih al-Bukhari* Book: Al-Anbiya (The Prophets), Chapter: "And mention in the Book, Mary, when she withdrew from her family," Hadith number: 3262.

[36] - البخاري، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله ، **صحيح بخارى**، كتاب الانبياء، باب { واذكر في الكتاب مريم إذ انتبذت من أهلها }، رقم الحديث : 3262

Al-Bukhari, Muhammad ibn Ismail Abu Abdullah, *Sahih al-Bukhari* Book of Manumission, Chapter on What is Mentioned about Manumission and its Virtue, Hadith number: 2381.

[37]- *سورة البقرة*،256:2

Surah Al Baqarah, 2:256

[38] - أبو عيسى، محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، **سنن ترمذی**، (دار الغرب الإسلامي – بيروت، 1988م) كتاب السير، باب في كراهية التفريق بين السبي ، رقم الحديث:1566

Abu 'Isa, Muhammad ibn 'Isa ibn Sawrah ibn Musa ibn Ad-Dahhak At-Tirmidhi, *Sunan At-Tirmidhi*, (Dar Al-Gharb Al-Islami, Beirut, 1988) Kitab As-Siyar, Chapter: On the Disapproval of Separating the Captives, Hadith number: 1566.

[39] - أبو عيسى، محمد بن عيسى، الترمذي، **سنن ترمذی**، كتاب البيوع، باب ما جاء في كراهية الفرق بين الأخوين أو بين الوالدة وولدها في البيع، رقم الحديث: 1284

Abu 'Isa, Muhammad ibn 'Isa At-Tirmidhi, *Sunan At-Tirmidhi*, Book of Sales, Chapter on What is Mentioned about Disapproval of Differentiating between Two Brothers or between a Mother and Her Child in a Sale, Hadith number:1284.

[40] - البخاري، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله ، **صحيح بخارى**، كتاب العتق، باب كراهية التطاول على الرقيق وقوله عبدى وأمتى ، رقم الحديث: 2414

Al-Bukhari, Muhammad ibn Ismail Abu Abdullah, *Sahih al-Bukhari*. Book of Emancipation, Chapter on the Disapproval of Insulting the Slave and Saying "My Slave" or "My Maid", Hadith number: 2414.

[41] - البخاري، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله ، **صحيح بخارى**، كتاب الايمان، باب المعاصى من أمر الجاهلية ولا يكفر صاحبها بارتكابها إلا بالشرك، رقم الحديث : 30

Al-Bukhari, Muhammad ibn Ismail Abu Abdullah, *Sahih al-Bukhari*. Book of Faith, Chapter on Sins from the Pre-Islamic Era and Committing them does not Render the Person an Apostate except by Committing Shirk (Associating Partners with Allah), Hadith number:30.

[42] - أبو عيسى، محمد بن عيسى ، الترمذي، **سنن ترمذی**، كتاب الديات، باب ما جاء في الرجل يقتل عبده، رقم الحديث : 1414

Abu 'Isa, Muhammad ibn 'Isa At-Tirmidhi, *Sunan At-Tirmidhi*, Book of Blood Money, Chapter on What is Mentioned Regarding a Person Killing His Slave, Hadith #1414.

[43] - مسلم بن الحجاج أبو الحسين القشيري النيسابوري' **صحيح مسلم**،(دار إحياء التراث العربي – بيروت) كتاب الايمان، باب صحبة المماليك وكفارة من لطم عبده ، رقم الحديث :1657

Muslim ibn al-Hajjaj Abu al-Husayn al-Qushayri al-Nisaburi, *Sahih Muslim*, (Dar Ihya' al-Turath al-Arabi – Beirut)Book of Faith, Chapter on Keeping Company with Slaves and Expiation for Striking a Slave, Hadith #1657.

[44]- *سورة النور*،83:24

Surah An-Nur, 24:83

[45] - البخاري، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله ، **صحيح بخارى**، كتاب الاحكام، باب السمع والطاعة للإمام ما لم تكن معصية، رقم الحديث:6723

Al-Bukhari, Muhammad ibn Ismail Abu Abdullah, *Sahih al-Bukhari*. Book: Al-Ahkam (The Judgments) Chapter: Listening and Obeying the Imam as long as it is not disobedience, Hadith number: 6723.

[46] - البخاري، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله ، **صحيح بخارى**،كتاب صفة الصلاة، باب الجمع بين السورتين فی الركعة، رقم الحديث :742

Al-Bukhari, Muhammad ibn Ismail Abu Abdullah, *Sahih al-Bukhari*. Book: Sifat As-Salah, Chapter: Combining Two Surahs in a Rak'ah of Prayer, Hadith number:742.

[47] - بيهقى، **شعب الايمان**، كتاب حسن الخلق، رقم الحديث :8194

Bayhaqi, *Shu'ab al-Iman*, Book ofgood manners, Hadith number: 8194.

[48] - البخاري، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله ، **صحيح بخارى**، أبواب الصلاة في الثياب ، باب ما يذكر في الفخذ، رقم الحديث: 364

Al-Bukhari, Muhammad ibn Ismail Abu Abdullah, *Sahih al-Bukhari*. Book: Abwab As-Salah Fi Ath-Thiyab, Chapter: Mentioning the Thigh, Hadith: #364.

[49]. Ali Muhammad As-Sallabi, *Uthman ibn Affan*, Translator: Nasir Khattab, (Darrussalam), Page 122

[50]. Jonathan Brown, *Slavery and Islam*, p. 83-84

[51]. William Gervase Clarence-Smith, *Islam and abolition of Slavery*, 32

[52]. Jonathan Brown, *Slavery and Islam*, p. 86-87

[53]. Jonathan Brown, *Slavery and Islam*, p. 89 (Related to Georgia) [Islam and abolition of Slavery by William, 42]

[54]. "Qutb al-Din Aibak." *Encyclopedia Britannica*. Accessed on [insert access date], available at: https://www.britannica.com/biography/Qutb-al-Din-Aibak

[55]. William Gervase Clarence-Smith, *Islam and abolition of Slavery*, 91

[56]. William Gervase Clarence-Smith, *Islam and abolition of Slavery*, 33

[57]. Jonathan Brown, *Slavery and Islam*, p. 211

[58]. William Gervase Clarence-Smith, *Islam and abolition of Slavery*, 63-64

[59]. *Encyclopedia Britannica*. "Transatlantic Slave Trade." Accessed June 1, 2023. Available at: https://www.britannica.com/topic/transatlantic-slave-trade

[60]. Abdulqadir Almami (1725-1806) was a renowned Islamic scholar and the first Imam of Futa Toro in Senegal. His contributions to Islamic knowledge and leadership have left a lasting impact on the region. (Citation: *Encyclopedia Britannica*)

[61]. Rudolph T.Ware, *The Walking Quran*, page:116.

[62]Jonathan Brown, *Slavery and Islam*, 51

[63]Ibid, 56

[64]Ibid, 190

[65]کرسچیاناسناؤکہر گرونجے ڈچسکالر اور **متشرق** تھے۔وہ 8 فروری 1857 کوہالینڈ میں پیدا ہوئے۔انہوں نے مذہبیات کے شعبے میں تعلیم حاصل کی۔ کہاجاتاہے کہ انہوں نے 1881 کے لگ بھگ اسلام قبول کیااور اپنانام عبدالقارر کھا،وہ 26 جون 1936 کو ایک مختصر علالت کے بعد فوت ہوگئے۔

[66]. William Gervase Clarence-Smith, *Islam and the abolition of Slavery*, page: 18

[67]Ibid

[68]Speech, *Islam as a moral and political Ideal*, Anjuman Himayat ul Islam, 1909 AD

[69]*The constitution of Pakistan*, 1973, article 11

[70]. Jonathan Brown, *Slavery and Islam*, 236

[71]سورۃالنساء،4:69

Surah An Nisa, 4:69

[72]سورۃالمائدۃ،5:1

Surah Al Maidah, 5:1

[73]أبو عيسى، محمد بن عيسى ، الترمذي، **سنن ترمذی،** كتاب الأحكام عن رسول الله ﷺ، باب مَاذُكِرَعَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الصُّلْحِ بَيْنَ النَّاسِ، رقم الحديث:1352

Abu 'Isa, Muhammad ibn 'Isa At-Tirmidhi, *Sunan At-Tirmidhi*, Book of Judgments according to the Messenger of Allah, ﷺ, Chapter: What is mentioned about the Messenger of Allah, ﷺ, regarding reconciliation between people, Hadith #1352